18

چندہ خاص کی تحریک

(فرمودہ ۷ مئی ۱۹۲۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلے دنوں سلسلہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے چندہ خاص کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ جس کی مقدار ماہوار آمدنی کے ۳۰ فیصدی سے لے کر ۵۰ فیصدی تک حسب استعداد اور ہر ایک کے حالات کے مطابق تھی۔ اب میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے چندوں کی تعداد قلیل سے قلیل بجٹ کو بھی جو ہر رنگ میں کانٹ چھانٹ کر بنایا گیا ہے پوری نہیں کر سکتی۔ جب تک ہمارے ماہواری چندوں میں اضافہ نہ ہو۔ چندہ خاص کی ضرورت رہے گی۔ جوں جوں چندہ عام میں غافل اور سست آدمیوں کے غفلت اور سستی چھوڑ دینے یا جماعت کے بڑھ جانے سے اضافہ ہو گا۔ اسی حالت میں چندہ خاص میں کمی ہو سکے گی۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اس سال کے ابتدائی مہینوں میں تمام لوگوں کو درپیش تھے۔ یعنی غلہ کی کمی اور قحط سالی۔ اس وجہ سے چندہ خاص کی تحریک کو میں نے بہت پیچھے ڈال دیا تھا لیکن چونکہ تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کام کرنے والوں کو کام کرنے کے لئے وقت بھی دیا جائے اس لئے غلہ کے نکلنے سے ایک یا ڈیڑھ مہینہ پیشتر اعلان کر دیا گیا تھا۔ پھر یہ بات بھی مدنظر تھی کہ لوگ رمضان میں بھی کام پورے طور پر نہیں کر سکتے۔ مگر اب یہ دونوں حالتیں بدل گئی ہیں۔ رمضان ختم ہو چکا ہے اور نیا غلہ نکل رہا ہے۔ ہندوستان میں تو غلہ گھروں میں بھی آچکا ہے لیکن پنجاب میں ابھی ایسا نہیں ہوا۔ مگر کھیتیاں کاٹی جا چکی ہیں۔ اب دوستوں کو خصوصیت سے چندہ خاص کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

مجھے افسوس ہے کہ قادیان کے دوستوں نے بھی پورے طور پر چندہ میں حصہ نہیں لیا۔

نصف سے کچھ زیادہ تعداد ہے جس نے چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا یا ادا کیا ہے۔ اور ۴۰ فیصدی کے قریب ایسے لوگ ہیں جنہوں نے یا تو وعدے ہی نہیں لکھوائے۔ اور اگر لکھوائے ہیں تو نہ لکھوانے کے برابر۔ مثلاً کام کرنے والوں کی کچھ ایسی تعداد ہے کہ اگر اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کبھی انہیں کام ملتا ہے اور کبھی نہیں ملتا۔ اگر ان کی آمد کا نصف بھی شمار کیا جائے۔ تو بھی چندہ خاص ان کی طرف ۱۵-۲۰ روپے بنتا ہے۔ انہیں چاہئے تھا۔ کہ اسی قدر لکھاتے۔ مگر انہوں نے ۴ یا ۵ روپے لکھائے ہیں۔ اب ان کے کام کے لحاظ سے یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ ایک لوہار یا ایک بڑھئی یا ایک معمار صرف دس بارہ روپے ماہوار کماتا ہے۔ مگر جو شخص ۴ روپے چندہ خاص لکھاتا ہے۔ وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی ماہوار آمدنی دس یا بارہ روپے ہے حالانکہ اب قادیان میں مزدور بھی اس سے زیادہ کماتے ہیں ہمارے چندے مقررہ رقم کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اور جس طرح دوسرے دوست اس کے مطابق چندہ لکھواتے ہیں۔ اسی طرح باقیوں کو بھی لکھوانا چاہئے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جماعت کا ایک حصہ تو اس بوجھ کو اٹھائے اور دوسرا نہ اٹھائے۔ جن کاموں پر روپیہ صرف ہوتا ہے۔ وہ کسی کے ذاتی نہیں۔ اسلام کی اشاعت جماعت کی تعلیم و تربیت غرباء کی مدد اور دوسرے جماعت کے کاموں پر روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اس کی ذمہ داری سب پر ہے۔ درحقیقت اس قسم کی سستی اور غفلت ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جس وقت ایک شخص قربانی کر کے آگے نکل رہا ہوتا ہے۔ دوسرا شور مچا رہا ہوتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں کچھ نہیں دے سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں بسا اوقات دو اشخاص کی ایک ہی جتنی تنخواہ ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات ایک کے گھر کے آدمی دوسرے سے زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر وہ شخص زیادہ بشاشت اور خوشی سے چندہ دیتا ہے اور زیادہ مقدار میں دیتا ہے اس شخص کی نسبت جس کے لواحقین کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ مگر تنخواہ یا آمد مساوی ہوتی ہے۔ ایسا شخص چندہ لکھوانے میں کمی کرتا ہے اور پھر ادائیگی میں مشکل پیدا کرتا ہے۔ اس سے اس نتیجہ پر پہنچنے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ اس میں اخلاص کی کمی ہے۔ ورنہ وجہ کیا ہے کہ ایک آدمی مساوی بلکہ بعض اوقات کم آمدنی رکھتے ہوئے زیادہ چندہ لکھاتا اور زیادہ اخلاص سے ادا کرتا ہے۔ اور دوسرا چندہ لکھاتے وقت بھی سستی کرتا اور ادائیگی کے وقت اس سے بھی زیادہ سستی سے کام لیتا ہے۔ جو لوگ احمدیت کو سچا سمجھ کر سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں انہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ فرق کیوں ہے؟ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو دوسرے بتائیں تب معلوم ہو بلکہ ہر شخص اپنے متعلق خود دیکھ سکتا ہے کہ میرے ایسے بھائی موجود ہیں جن کے اخراجات مجھ سے زیادہ ہیں یا آمدنی مجھ سے کم ہے ان کو چندہ دیتے

وقت کسی قسم کا ملال نہیں ہوتا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مجھے ملال پیدا ہوتا ہے۔ اور میں ان کے برابر چندہ نہیں دے سکتا۔ یہ خیال خود اس شخص کے دل میں پیدا ہونا چاہئے جو خدمت دین میں دوسروں سے پیچھے رہتا ہو۔ اور اسے اس بات کا منتظر نہیں رہنا چاہئے کہ یہ بات اسے کوئی دوسرا یاد دلائے عام طور پر لوگوں کو دوسروں کی آمد کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ چندہ لکھواتے وقت میرے دل میں ملال پیدا ہوتا ہے مگر دوسرا مجھ سے زیادہ لکھوا کر کوئی ملال محسوس نہیں کرتا۔ پھر میں چندہ ادا کرنے میں لیت و لعل کرتا ہوں۔ اور وہ خوشی سے دے دیتا ہے۔ جب ہمارے ظاہری حالات برابر ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ چندہ دینے میں فرق ہے اگر اس طرح انسان غور کرے۔ تو بہت جلدی اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔ وہ لوگ جو دوسروں کے بتانے کے منتظر رہتے ہیں۔ عام طور پر وہ ہدایت نہیں پاتے۔ ہدایت وہی پاتے ہیں جو اپنے ایمان کی آپ فکر کرتے ہیں اور اپنا علاج آپ کرتے ہیں۔

چونکہ چندوں وغیرہ کے اعلان جلسوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ دوسرے اس کے مقابلہ میں کس طرح اور کس قدر حصہ لے رہے ہیں اور اس طرح اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت سے لوگ بجائے اس کے کہ دوسروں کی قربانی اور ایثار کا پتہ لگا کر اپنے نقص دور کریں دوسروں پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ وہ انہیں جگاتے کیوں ہیں۔ اس وقت میں سب سے پہلے قادیان کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ چندہ کی ادائیگی میں قربانی اور ایثار سے کام لیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی میں کارکنوں کو ملامت بھی کرتا ہوں کہ انہوں نے چندہ کی وصولی میں اس اخلاص سے کام نہیں لیا۔ جو لینا چاہئے تھا۔ بلکہ اس دیانتداری سے بھی کام نہیں لیا جو ایسے موقعہ پر ضروری تھی۔ چندہ کی تحریک کئے دو مہینے ہو گئے ہیں مگر ابھی تک قادیان سے بھی وصولی کی کوشش نہیں کی گئی اور باوجود اس کے کہ میں نے کئی بار توجہ دلائی ہے کہ قربانی اور ایثار کرنے والوں کی مثالوں سے دوسروں کو آگاہ کرنا چاہئے اور اس قسم کی باتوں کا ذکر اخباروں میں آنا چاہئے تاکہ ان لوگوں کے لئے تازیانہ ہو جو سستی اور کوتاہی کرتے ہیں مگر کچھ نہیں کیا گیا دیکھو انسان تو انسان جانوروں میں بھی دوسروں کو دیکھ کر بڑھنے کی حس ہوتی ہے۔ یہ میں نے دیکھا ہے گھوڑے کی سواری میں میرا ایک گھوڑا تھا جو بہت سفر کر کے تھک جانے کی حالت میں مارنے پر تیز نہیں چلتا تھا۔ لیکن ایک دفعہ جب کہ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ ایک تازہ دم گھوڑا آگیا۔ اسے دیکھ کر وہ اس قدر زور سے بھاگنا اور آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ روکتے روکتے میرے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ تو جانوروں میں یہ بات پائی جاتی

ہے۔ کہ ان میں اپنے ہم جنس سے مقابلہ اور اس سے بڑھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ جب حیوانوں میں یہ بات ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ انسان اور پھر مومن انسان جب دیکھے کہ اور لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے میں بڑھ رہے ہیں تو وہ خاموش بیٹھا رہے پس میرے نزدیک جہاں لوگوں کا قصور ہے کہ انہوں نے چندہ خاص کی تحریک میں پوری سرگرمی سے کام نہیں لیا وہاں کارکنوں کا بھی قصور ہے۔ اور بہت حد تک انہی کا قصور ہے انہوں نے تحریک کو مؤثر بنانے کی کوشش نہیں کی۔ اب میں کارکنوں اور قادیان کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ سرگرمی سے اس تحریک میں حصہ لیں۔

پھر میں بیرونی جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ بیرونی جماعتوں سے چندہ خاص کی آمد کا اندازہ ۵۰ ہزار تک کا تھا مگر اس وقت تک جو فہرستیں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بیس ہزار سے چند سو اوپر یا چند سو نیچے تک چندہ پہنچا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جو ابھی اس تحریک میں شامل نہیں ہوئیں۔ اگر زمیندار جماعتوں کو نکال دیا جائے تو ۱۰ ہزار کے قریب رقم ایسی جماعتوں کے ذمہ پڑتی ہے جو زمیندار نہیں ہیں۔

اگر ہم سلسلہ کے کام کو صحیح طریق پر چلانا چاہتے ہیں تو اس کا صرف یہی طریق نہیں ہے کہ بجٹ کو چندہ عام کے ماتحت لائیں یا آمد کو بجٹ کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ریزرو فنڈ بھی قائم کیا جائے جس کی سالانہ اس قدر آمد ہو کہ جب کبھی جماعت کی آمدنی میں کسی وجہ سے کمی واقعہ ہو جائے یا کوئی خاص خرچ آپڑے تو اس آمدنی سے کام لیں۔ وہ لوگ جن کے گزارہ کا انحصار صرف اس آمد پر ہوتا ہے کہ ادھر آئی اور ادھر خرچ ہو گئی وہ ہمیشہ تکلیف میں رہتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایک حصہ آمد کا ایسا ہو جو مستقل ہو۔ موجودہ بجٹ جو اڑھائی لاکھ کے قریب ہوتا ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ۴۰ فیصدی مستقل آمد کے لئے ریزرو فنڈ اس قدر ہونا چاہئے جس کی آمد ایک لاکھ سالانہ ہو۔ اور یہ ۱۵ لاکھ ریزرو فنڈ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ بظاہر یہ بڑی رقم ہے لیکن اگر تدبیر اور توجہ سے اس کے مہیا کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کا پورا ہونا کوئی مشکل بات نہیں۔ بہت آسانی سے یہ پوری ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو چلانے کیلئے وصایا کا عظیم الشان طریق رکھا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ طریق کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اگر کامیابی میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے تو انسان کے اپنے عمل سے نہ کہ اس طریق کے ناقص ہونے سے۔ دیکھو جب قرآن کریم آیا تو جن لوگوں نے اس پر عمل کیا وہ مٹھی بھر ہوتے ہوئے ساری دنیا پر غالب آگئے لیکن باوجود اس کے کہ اب بھی وہی قرآن ہے۔ اور مسلمان لاکھوں کروڑوں ہوتے ہوئے بھی ترقی نہ کر سکے۔ انہوں

نے نادانی سے سمجھا کہ قرآن میں نقص ہے۔ اور ہم قرآن کو چھوڑ کر ترقی کر سکتے ہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا تا آپ کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں غالب کرے۔ اب دیکھ لو ہماری نہایت ہی قلیل جماعت جو تھوڑا بہت کام کر رہی ہے اس سے دشمن بھی اقرار کر رہے ہیں کہ یہ جماعت غالب ہونے والی ہے۔ اور اس طرح ثابت ہو رہا ہے کہ قرآن کریم کا نقص نہیں بلکہ اس پر عمل نہ کرنے والوں کا نقص ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے سلسلہ کا کاروبار چلانے کے لئے وصیت کا ایک ایسا طریق رکھا ہے کہ اگر اس پر صحیح طریق سے عمل کیا جائے تو کبھی مشکل نہ پیش آئے۔ اسی لئے میں کارکنوں سے کہا کرتا ہوں کہ اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ اگر اس سے صحیح طور پر فائدہ اٹھایا جاتا۔ اور جو ہدایات اس بارے میں میں دیتا رہا ہوں ان پر عمل کیا جاتا تو اس وقت تک ۴-۵ لاکھ روپیہ جمع ہو جاتا۔

وصایا کی آمد غیر معمولی آمد ہے۔ ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے۔ جس کی دس لاکھ کی جائداد ہوتی ہے۔ اس کی جائداد سے اگر ایک لاکھ روپیہ آجائے۔ تو یہ غیر معمولی آمد ہو گی۔ کیونکہ ہر سال اتنا روپیہ اس طرح نہیں آسکتا اگر وصایا کی آمد کو غیر معمولی آمد قرار دے کر بجٹ میں شامل نہ کیا جائے۔ اور اسے علیحدہ رکھا جائے تو چند سال میں ۱۵ لاکھ روپیہ جمع ہو جانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اس کے لئے میں نے یہ تجویز بتائی تھی کہ وصیت کی آمد پانچ سو یا اس سے زائد جو اکٹھی آئے اس کو غیر معمولی آمد سمجھا جائے۔ اور ریزرو فنڈ میں شامل کر دیا جائے۔ اس طرح اگر صحیح طور پر عمل کیا جائے۔ اور جماعت کو وصیت کی اہمیت بتائی جائے اور بتایا جائے کہ یہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ طریق ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں آدمی جنہیں تا حال اس طرف توجہ نہیں ہوئی وصیت کے ذریعہ اپنے ایمان کامل کر کے دکھائیں گے۔

اس کے علاوہ اور بھی تدابیر ہیں۔ مثلاً چندہ عام اگر بجٹ کو پورا کر دے تو ہو سکتا ہے کہ تین تین چار چار سال کا وقفہ دیکر چندہ خاص جمع کر کے ریزرو فنڈ میں داخل کر دیا جائے۔ اس طرح کرنے سے جماعت کی مالی حالت محفوظ ہو سکتی ہے۔ اور کوئی کام مالی مشکلات سے بند کرنے کا خدشہ نہیں ہو سکتا۔ مشکلات کئی رنگ اور کئی طریق سے پیش آتی رہتی ہیں۔ بعض اوقات ایک شخص مخلص بھی ہوتا ہے مالی امداد دینے کو اس کا جی بھی چاہتا ہے مگر ایسی مشکلات میں پڑا ہوتا ہے کہ اپنی نیت کے مطابق عمل نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک سوداگر ہے اس کے کاروبار میں اگر نقصان واقعہ ہو جائے تو پھر اس سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ جس قدر سلسلہ کی امداد وہ پہلے کرتا تھا اسی قدر اپنی مالی حالت

خراب ہو جانے کی صورت میں بھی کرے گا کیونکہ پہلے اسے ۲۵-۳۰ ہزار سالانہ کی آمد ہوتی ہے اور اب وہ ۵ - ۱۰ ہزار سالانہ قرض لیکر گذارہ کرتا ہے۔ پھر وہ پہلے کی طرح کس طرح خدمت کر سکتا ہے۔ یہی حال زمینداروں کا ہے فصل ماری جائے تو انہیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ سیالکوٹ کے ضلع کے متعلق ہوا ہے کہ اگر بارش نہ ہو تو ایک علاقہ ایسا ہے جہاں بیج کی قیمت بھی وصول نہیں ہو سکتی۔ کنوؤں کا پانی کھاری ہے وہ کھیتوں کو دیا نہیں جا سکتا۔ اور اگر بارش نہ ہو تو فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں زمیندار بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ ریزرو فنڈ ہو۔ میں اس خطبہ کے ذریعہ جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ چندہ خاص کے متعلق میری جو تحریک شائع ہو چکی ہے۔ اس کی طرف جن لوگوں نے توجہ نہیں کی۔ یا ان کی توجہ میں کمی رہ گئی ہے۔ وہ پورے طور پر متوجہ ہو کر اسے پورا کریں۔ اور دوسرے اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وصیت کی تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس کے ساتھ بہت سے انعامات وابستہ ہیں۔ ابھی تک جنھوں نے وصیت نہ کی ہو وہ کر کے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے جو شخص وصیت نہیں کرتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ پس وصیت معیار ہے ایمان کے کامل ہونے کا۔ مگر دسویں حصہ کی وصیت اقل ترین معیار ہے۔ یعنی یہ تھوڑے سے تھوڑا حصہ ہے۔ جو وصیت میں دیا جا سکتا ہے۔ مگر مومن کو یہ نہیں چاہئے کہ چھوٹے سے چھوٹے درجہ کا مومن بننے کی کوشش کرے بلکہ بڑے سے بڑے درجہ کا مومن بننا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ رشتہ داروں اور لواحقین کو مد نظر رکھ کر کہا گیا ہے کہ ۱/۳ حصہ سے زیادہ وصیت میں نہ دے۔ لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ دسویں حصہ سے زیادہ وصیت نہ دے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ اکثر دوست ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرنے پر کفایت کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا خیال ہو کہ وصیت کا مفہوم دسویں حصہ کی وصیت کرنا ہی ہے حالانکہ یہ ادنیٰ مقدار بیان کی گئی ہے اور مومن کے لئے یہی بات مناسب ہے کہ جس قدر زیادہ دے سکے دے۔ ایمان اور مومن کی شان کو مد نظر رکھتے ہوئے تو یہی ہونا چاہئے۔ جو وصیت کرے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرے۔ ہاں جو اتنا حصہ مجبوراً" نہ دے سکے۔ وہ اس سے کم دیدے۔ پس اصل وصیت ۱/۳ حصہ کا نام ہے ہاں جو یہ نہ دے وہ اس سے کم ۱/۱۰ حصہ تک دے سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ایک شخص اپنی موت کا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے لائے اور اپنی حالت پر نظر کرے تو اسے معلوم ہو کہ مجھ سے بے شمار غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہو چکی ہیں اب مرنے کے وقت تو مجھے خدا تعالیٰ سے صلح کر لینی

چاہئے یہ خیال کر کے خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ دے دینا بھی اس کے لئے دو بھر نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جو شخص خود جائداد پیدا کرتا ہے۔ اسے یہ بھی امید رکھنی چاہئے کہ اس کی اولاد بھی ایسی ہی ہوگی کہ جائداد بڑھائے گی۔ جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر میں وصیت میں جائداد دے دوں گا تو اولاد کیا کھائے گی وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی اولاد نالائق ہوگی۔ ایک شخص جس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے کوشش کر کے کئی ہزار کی جائداد پیدا کرلی۔ تو اسے امید رکھنی چاہئے کہ اس کی اولاد اس سے بھی بڑھ کر ترقی کرے گی۔ اور اس رنگ میں اولاد کی تربیت کرنی چاہئے کہ وہ دنیا میں ترقی کر سکے۔ ورنہ جو اولاد کی اس طرح تربیت نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے جو کچھ میں نے کمایا ہے اسی پر اولاد کا گذارہ ہوگا۔ وہ اپنی اولاد کو نالائق سمجھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا عند ظن عبدی بی[1] بندہ میرے متعلق جیسا خیال کرتا ہے میں ویسا ہی کر دیتا ہوں اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد نکمی اور نالائق ہوگی ہم جو دے جائیں گے اسی پر اس کا گذارہ ہوگا اسے بڑھا نہیں سکے گی تو خدا تعالیٰ ایسی اولاد سے یہی معاملہ کرے گا کہ اسے نالائق بنا دے گا۔ لیکن اگر یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد ہم سے بھی زیادہ ہوشیار اور قابل ہوگی اور دین کی خدمت کرنے میں ہم سے بھی بڑھ جائے گی تو میں سمجھتا ہوں ایسی اولاد کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ کسی خدا کے بندہ کا قول ہے کہ کسی سچے مومن کی سات پشتوں تک کسی کو سوال کرتے نہیں دیکھا جائے گا۔

پس وصیت کرتے ہوئے احباب کو یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جو اعلیٰ حصہ مقرر کیا ہے۔ وہ ۱/۳ ہے اور ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ حصہ کی وصیت کرے۔ ہاں اگر اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ۱/۳ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۴ حصہ کی کرے۔ اگر ۱/۴ حصہ کی نہ کرے سکے تو ۱/۵ کی کرے اگر ۱/۵ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۶ حصہ کی کرے۔ اور اگر ۱/۶ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۷ حصہ کی کرے۔ اگر ۱/۷ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۸ حصہ کی کرے۔ اگر ۱/۸ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۹ حصہ کی کرے اور اگر کچھ بھی نہ کر سکے تو ۱/۱۰ حصہ کی کرے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر دوست اس رنگ میں اپنے فرائض ادا کریں گے۔ تو خدا کے فضل سے بہت جلد کامیابی حاصل ہوگی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور جو اسلام کی اشاعت کا کام اس نے ہمارے ذریعہ جاری کیا ہے۔ اسے ہماری سستی سے نقصان نہ پہنچے بلکہ دن بدن ترقی کرے۔

میں ابھی ایک سفر سے واپس آیا ہوں مجھے یہ دیکھ کر خصوصیت سے خوشی ہوئی کہ ہمارا

نوجوان طبقہ تبلیغ کی طرف متوجہ ہے۔ اگرچہ ابھی ایک حصہ سست بھی ہے مگر خوشی کی بات ہے کہ ایک حصہ نے ادھر توجہ کی ہے۔ میں قادیان والوں کو بھی خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اردگرد کے لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مرکز میں ہماری جماعت اس قدر مضبوط ہو گئی ہے کہ اردگرد کے دیہات کے لوگوں کو اب یہ خوف نہیں کہ احمدی ہوئے تو مشکل پیش آئے گی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ لوگ احمدیت میں داخل ہوں۔ جتنی جماعت بڑھے گی اتنی ہی مالی مشکلات میں کمی ہوتی جائے گی۔ اور پھر تربیت میں بھی آسانی ہو گی۔ کیونکہ جب جماعت تھوڑی ہو۔ تو بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ان میں سے نکل کر دوسروں میں شامل ہو جائیں گے۔ مگر جب جماعت مضبوط ہو۔ تو اس کو چھوڑ کر دوسروں میں جانا مشکل ہوتا ہے۔ پس اگر تبلیغ کی طرف توجہ کی جائے تو یہ بھی جماعت کی مضبوطی کا باعث ہو گی۔

(الفضل ۱۸ مئی ۱۹۲۶ء)

ا۔ بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ و یحذر کم اللہ نفسہ